خصوصی شمارہ

دینی مدارس کے طلبہ کا ترجمان

مشکوٰۃ

ماہنامہ

المصباح

لاہور

ستمبر، اکتوبر 2025ء | جلد نمبر 33 | شمارہ نمبر 07

عصر حاضر میں مدارس کا کردار

(چیلنجز، امکانات اور لائحہ عمل)

Scanned with CamScanner

پاکستان میں دینی مدارس کی مشکلات اور اصلاحی تجاویز

ڈاکٹر حافظ مدثر اقبال ثمن

مدارس ہماری زندگیوں کے روحانی چراغ ہیں جو ایمان کی روشنی، کردار کی پختگی اور اخلاق کی خوشبو بکھیرتے ہیں۔ یہ وہ مقدس تربیت گاہیں ہیں جہاں قرآن و حدیث کی روشنی میں علم کا نور، دل کی پاکیزگی اور عمل کی مضبوطی پروان چڑھتی ہے۔ انہی اداروں نے ہمیں ایسے علماء، مصلحین اور داعیانِ حق عطا کیے ہیں جو معاشرے کو گمراہی سے نکالتے ہیں۔ یہ نہ صرف ہمارے عقیدے اور مذہبی تشخص کے محافظ ہیں بلکہ آنے والی نسلوں کے دلوں میں دینِ اسلام کی محبت اور خدمتِ انسانیت کا جذبہ جگانے والے چراغ بھی ہیں۔ اسلامی تاریخ میں مدارس نے معاشرے کی ترقی میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

دینی مدارس عہدِ نبوی ﷺ سے لے کر آج تک اپنے ایک مخصوص انداز سے چلے آرہے ہیں۔ پیغمبرِ اسلام ﷺ کے دور میں باقاعدہ دینی مدارس قائم ہوئے اور ان میں تعلیم و تربیت کا آغاز ہوا۔ ماضی قریب کی تاریخ میں اگر دیکھا جائے تو علامہ محمد اقبال نے حکیم احمد شجاع کے نام اپنے ایک خط میں دینی مدارس کے بارے میں فرمایا تھا:

"ان مدارس کو اسی حالت میں رہنے دو، غریب مسلمانوں کے بچوں کو انہی مدارس میں پڑھنے دو۔ اگر یہ مُلا اور درویش نہ رہے تو جانتے ہو کیا ہو گا؟ جو کچھ ہو گا میں اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ اگر برصغیر کے مسلمان مدارس سے محروم ہو گئے تو بالکل اسی طرح ہو گا جس طرح اندلس میں مسلمانوں کی آٹھ سو برس کی حکومت کے باوجود آج غرناطہ اور قرطبہ کے کھنڈرات اور الحمراء کے نشانات کے سوا اسلامی تہذیب کے آثار کا کوئی نقش نہیں ملتا۔ ہندوستان میں بھی آگرہ کے تاج محل اور دلی کے لال قلعے کے سوا مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ حکومت اور تہذیب کا کوئی نشان نہیں ملے گا۔" (ابن الحسن عباسی، دینی مدارس)

Scanned with CamScanner

اس لحاظ سے دینی مدارس اشاعتِ اسلام کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں۔ یہ دنیا کے لیے "این جی اوز" بھی ہیں، جو لاکھوں طلباء وطالبات کو بلا معاوضہ یا کم معاوضہ زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں رہائش، خوراک اور مفت طبی سہولیات بھی فراہم کرتے ہیں۔ پاکستان میں مدرسہ کا نظام غیر منقسم ہندوستان سے وراثت میں ملا تھا۔ 1947ء میں جب پاکستان قائم ہوا تو یہاں 247 دینی مدارس تھے۔ 33 سال بعد 1980ء میں یہ تعداد 2016 ہو گئی، جبکہ 2020ء تک یہ تعداد 30,000 سے زائد ہو چکی ہے۔ ہزاروں مدارس ابھی تک رجسٹریشن کے عمل سے باہر ہیں۔ حال ہی میں ایک بین الاقوامی ادارے کی تحقیق کے مطابق پاکستان میں مساجد، امام بارگاہوں اور دینی مدارس کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ صرف وفاق المدارس سے 19,504 مدارس کا الحاق ہے، جن میں بیس لاکھ کے قریب طلباء وطالبات زیرِ تعلیم ہیں۔ گزشتہ ایک سال میں مدارس کی تعداد میں دس سے بارہ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ تنظیم المدارس کے تحت چلنے والے مدارس کی تعداد 2014ء میں 8,300 کے قریب تھی، جو اب 9,000 کے لگ بھگ ہے۔ اس میں پہلے تقریباً 11 لاکھ طلباء وطالبات زیرِ تعلیم تھے، جو اب بڑھ کر 13 لاکھ کے قریب ہیں۔ اس کے علاوہ بعض مدارس منہاج القرآن، دعوتِ اسلامی اور دارالعلوم غوثیہ محمدیہ بھیرہ شریف کے تحت بھی کام کر رہے ہیں۔ رابطہ المدارس الاسلامیہ پاکستان کے تحت 1,018 مدارس چل رہے ہیں، جن میں ایک سال کے اندر دس سے پندرہ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ ان میں سے 450 ادارے طالبات کے لیے ہیں۔ وفاق المدارس السلفیہ کے تحت تقریباً 1,400 مدارس چلائے جا رہے ہیں، جن کے طلباء وطالبات کی تعداد میں گزشتہ ایک سال میں دو فیصد اضافہ ہوا ہے۔ اہلِ تشیع مکتبہ فکر کے پاکستان میں کل 460 مدارس ہیں، جن میں سولہ سے اٹھارہ ہزار طلباء زیرِ تعلیم ہیں، اور ان کی تعداد میں ایک سال میں تین فیصد اضافہ ہوا ہے۔ ذرائع کے مطابق ملک کے چھوٹے بڑے شہروں میں دس ہزار سے زائد غیر رجسٹرڈ مدارس بھی موجود ہیں۔ گزشتہ اڑھائی سال میں کراچی میں 1,000 سے زائد مدارس رجسٹرڈ کیے گئے ہیں۔ (عبدالستار، پاکستان میں دینی مدارس کی تعداد میں اضافہ)

آج کی دنیا جس تیزی سے علم کے مختلف شعبوں میں ترقی کر رہی ہے، وہ توجہ طلب ہے۔ میڈیا اور الیکٹرانک آلات نے ہماری آنکھیں کھول دی ہیں، اور ہم بغیر محسوس کیے من وعن قبول کرنے کے لیے آمادہ ہیں۔ افسوس کہ ہمارے ذہنوں میں یہ بات جم گئی ہے کہ دنیاوی علوم یا سائنس کی تعلیم سے ہمارے مذہب پر آنچ آتی ہے۔ یہ سوچ سراسر غلط ہے، کیونکہ ہمارے مذہب میں علوم حاصل کرنا، دیگر

Scanned with CamScanner

زبانوں کو سیکھنا اور ان کے بارے میں جانکاری حاصل کرنا کوئی گناہ نہیں۔ اگر دین کی مکمل جانکاری حاصل کرتے ہیں تو دنیا کے بارے میں بھی مکمل آگاہی ہونی چاہیے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جن قوتوں نے ابھرتی ہوئی قوتوں کا ساتھ دیا، وہ زندہ رہیں اور ترقی کرتی رہیں، اور جنہوں نے ان سے آنکھیں چرائیں، وہ مٹ گئیں۔ آج ہمارے ملک میں دینی مدارس کا جال پھیلا ہوا ہے، لیکن انہیں خود ساختہ اور ملکی سطح کے مسائل کا سامنا ہے، جو ان کی ترویج و ترقی میں مشکلات کا سبب بنتے ہیں۔ ذیل میں چند اہم مسائل اور ان کے حل پیش کیے جاتے ہیں۔

1. نصابِ تعلیم اور تعلیمی معیار میں جمود

مدارس کا نصاب زیادہ تر قدیم دور کی علمی ضروریات کو سامنے رکھ کر ترتیب دیا گیا ہے، جس میں عصری مضامین جیسے سائنس، ریاضی، معاشرتی علوم اور ٹیکنالوجی کی شمولیت نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس کی وجہ سے طلباء جدید دنیا کے تقاضوں سے ناواقف رہ جاتے ہیں اور عملی زندگی میں محدود مواقع حاصل کر پاتے ہیں۔ حضرت علیؓ کا قول ہے:

عَلِّموا أولادَكم غيرَ ما علَّمتُم، فإنهم خُلِقوا لزمانٍ غيرِ زمانِكم (نہج البلاغہ)

ترجمہ: اپنی اولاد کو وہ علم سکھاؤ جو تم نے نہیں سیکھا، کیونکہ وہ تمہارے زمانے کے علاوہ ایک اور زمانے کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔

یہ قول نصابِ تعلیم میں عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق مضامین شامل کرنے کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔

اصلاحی تجویز:

وفاقی سطح پر تمام وفاق المدارس کے ساتھ مشاورت کر کے یکساں نصاب مرتب کیا جائے، جس میں دینی علوم کے ساتھ عصری مضامین بھی شامل ہوں۔ اساتذہ کی تربیت کے لیے ریفریشر کورسز اور ورکشاپس کا اہتمام کیا جائے تاکہ تدریسی معیار بہتر ہو۔

2. مالی وسائل کی کمی

اکثر مدارس چندہ یا عطیات پر چلتے ہیں، جو غیر یقینی اور غیر مستقل ہوتے ہیں۔ مالی وسائل کی کمی سے تعلیمی معیار، سہولیات اور اساتذہ کی تنخواہیں متاثر ہوتی ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کا قول ہے:

حاسِبوا أنفسَكم قبل أن تُحاسَبوا، وزِنوا أعمالَكم قبل أن توزَنَ عليكم

(مصنف ابن ابی شیبہ)

Scanned with CamScanner

ترجمہ: اپنا محاسبہ خود کرو قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے، اور اپنے اعمال کو خود تول لو قبل اس کے کہ تمہارے لیے تولا جائے۔

یہ قول مالی شفافیت کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔

اصلاحی تجویز:

مدارس میں شفاف مالیاتی نظام قائم کیا جائے اور آن لائن ڈونیشن سسٹم متعارف کرایا جائے۔ حکومت کی طرف سے فنڈنگ یا سبسڈی دی جائے، جبکہ سالانہ مالی رپورٹ جاری کر کے عوامی اعتماد بحال کیا جائے۔

3. سماجی تاثر اور منفی امیج

میڈیا کے بعض حلقوں اور سیاسی بیانات کی وجہ سے مدارس کو شدت پسندی یا انتہاپسندی سے جوڑا جاتا ہے، جس سے عوامی تاثر منفی ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے:

عليكم بالصدقِ فإنَّ الصدقَ يهدي إلى البرِّ، وإنَّ البرَّ يهدي إلى الجنَّة

(بخاری شریف)

ترجمہ: سچائی کو لازم پکڑو، کیونکہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔

یہ قول واضح کرتا ہے کہ ادارے کی اصل پہچان اس کے اچھے اعمال سے بنتی ہے۔

اصلاحی تجویز:

مدارس اپنے علمی و فلاحی کاموں کو میڈیا پر اجاگر کریں، علمی سیمینارز اور سماجی خدمت کے منصوبے شروع کریں، اور طلباء کو رفاہی سرگرمیوں میں شامل کریں تاکہ معاشرے میں ان کا مثبت کردار نمایاں ہو۔

4. بین المسالک اختلافات اور اتحاد کا فقدان

کئی مدارس اپنے مخصوص فقہی یا مسلکی دائرے میں محدود ہیں، جس کی وجہ سے بین المسالک تعاون کم اور تقسیم زیادہ ہے۔ یہ صورتحال طلباء کے ذہنوں میں تعصب پیدا کر سکتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے:

عليكم بالجماعة، فإنَّ يدَ اللهِ على الجماعة (سنن ترمذی)

ترجمہ: تمہیں جماعت (اتحاد) کو لازم پکڑنا چاہیے، کیونکہ اللہ کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے۔

Scanned with CamScanner

مختلف مسالک کے علماء کے مشترکہ پروگرامز، علمی مذاکرے اور سیمینارز کروائے جائیں۔ طلباء کو علمی اختلافات برداشت کرنے اور امت میں اتحاد و رواداری کو فروغ دینے کی تربیت دی جائے۔

5. خواتین کی دینی تعلیم کے مواقع کی کمی

عصرِ حاضر میں خواتین تعلیم کے ہر میدان میں آگے بڑھ رہی ہیں، لیکن دینی تعلیم کے شعبے میں ان کے لیے منظم اور معیاری اداروں کی تعداد کم ہے۔ کئی علاقوں میں بچیوں کے لیے علیحدہ اور محفوظ مدارس یا تو موجود نہیں یا ان کی سہولتیں محدود ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کا حضرت عائشہؓ کے متعلق قول ہے:

ما أشكل علينا أصحابُ رسولِ الله ﷺ حديثٌ قط، فسألنا عائشة إلا وجدنا عندها منه علماً (ترمذی)

ترجمہ: جب بھی ہمیں کوئی حدیث سمجھنے میں مشکل پیش آتی، ہم عائشہؓ سے پوچھتے تو ان کے پاس اس کا علم ضرور پاتے۔

یہ روایت خواتین کی دینی تعلیم کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔

خواتین کے لیے معیاری اور محفوظ دینی تعلیمی اداروں کی تعداد بڑھائی جائے۔ انہیں عصری علوم کے ساتھ دینی تعلیم کے مواقع فراہم کیے جائیں تاکہ وہ معاشرے میں دینی رہنمائی کر سکیں۔

مذکورہ بحث سے واضح ہوتا ہے کہ دینی مدارس دین کی حفاظت کے عظیم مراکز ہیں، لیکن عصرِ حاضر کے چیلنجز کے پیشِ نظر انہیں دینی تعلیم کے ساتھ عصری مہارتیں، تحقیق اور ٹیکنالوجی اپنانے کی ضرورت ہے۔ شفافیت، مثبت امیج اور خود کفالت کے ذریعے یہ ادارے نہ صرف ماضی کی شان بحال کر سکتے ہیں بلکہ مستقبل کی فکری قیادت بھی سنبھال سکتے ہیں۔

-----☆☆☆-----

Scanned with CamScanner